کلام اقبال اردو میں قرآنی تلمیحات: ایک تحقیقی جائزہ

Qur'anic Allusions in Urdu Poetry of Iqbal: A Research Analysis

Muhammad Dawood Jamal
Lecturer Govt Khawaja Fareed Graduate College, RYK
Email: Dawoodjamal1173@gmail.com
Hafiz Muhammad Faizan Ul Hassan
Visiting Lecturer, Islamic Studies, IHA, KFUEIT, RYK.
Email: faizanpeerzada2@gmail.com
Dr Majid Rashid
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT, RYK
Email: majid.rashid444@gmail.com

Abstract

Allama Muhammad Iqbal was a proficient poet, veteran thinker and skilled philosopher. Besides this, he was a pro Islamist. He studied Greek philosophy and the modern philosophy. He studied the holy Quran very deeply, and he used his very specific version of Quranic Symbolism. He referred to Quranic verses very frequently and effortlessly in his poetry. He studied Islamic philosophers as well such as Rumi, Razi, and Ghazali. He announced Rumi as his spiritual mentor and his ideal philosopher. He studied and wrote about Friedrich Nietzsche, Wolfgang von Goethe, Arthur Schopenhauer and Henri Bergson. He discussed the most important issues of philosophy such as the genesis of time and space, free will, ego and religion. But he was deeply affected by the Holy Quran. In his last days he expelled all his book collection from his room, except the Quran. This explains his love of the Quran. Sometimes he refers to a Quranic verse so briefly and symbolically that readers feel it very hard to understand his intentions and misinterpret him. So, there always has been a need for authentic helpers for Iqbal lovers. Among these helpful writings are highly specified articles with very narrow and deep focus on single dimensions of interpretation. In the following lines I tried to explain those verses of Iqbal which refer to Quranic verses.

Keywords: Iqbal, Kalam e Iqbal, Qur'anic Allusions, Allama Iqbal, Research Analysis

علامہ اقبال شاعر مشرق تھے۔ وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اقبال کو غور سے پڑھنے سے آنکھوں کو جمال حق تعالی کو دیکھتے رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ان کے کلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ذہن، قلب اور نظر تینوں کو

ایک ہی وقت میں مخاطب کرتے ہیں اور ان کا کلام ان تینوں کی تربیت کرتا ہے۔ علامہ اقبال اپنی شاعری میں قرآن وسنت کے بکثرت حوالے دیتے ہیں۔ ہم نے اس آرٹیکل میں کلام اقبال اردو میں موجود قرآنی تلمیحات و تضمینات کو الگ کیا ہے اور ان کی توضیح کی ہے۔

منہج تحقیق

تلمیحات کو نمبر شمار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ شعر میں تلمیح کی مختصر وضاحت کے بعد متعلقہ آیت مبارکہ لکھ دی گئی ہے۔ آیت کی ضروری توضیح بھی بیان کر دی ہے۔ کلام اقبال کے اشعار کے لیے اکثر جگہ متن میں ہی مختصر حوالہ دے دیا ہے۔ مختصر حوالے کا طریقہ یہ اختیار کیا ہے کہ شعر ذکر کرنے کے بعد سب سے پہلے نظم کا نام لکھا ہے [مثلاً: طلوع اسلام]۔ اگر غزل ہے تو اس کا نمبر لکھا ہے۔ پھر کتاب کا مختصر نام لکھ کر صفحہ نمبر لکھا گیا ہے۔ صفحہ نمبر کلیات اقبال اردو مطبوعہ علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ۲۰۰۵م کے مطابق ہیں۔ نیز صفحہ نمبرز کے لیے کلیات کی مجموعی نمبرنگ کا اعتبار کیا ہے۔

1. **کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی**[1] ہمالہ[بانگ:23]

اس شعر میں دو آیات کی طرف تلمیح ہے۔

إِنَّآ أَعۡطَيۡنَـٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ کوثر:1

تفسیر ابن عطیہ میں ہے کہ کوثر جنت کی ایک نہر کا نام ہے، جس کے کنارے گنبد نما موتیوں کے ہیں۔ اس کا گارا مشک ہے۔ اس کے کنکر یاقوت ہیں۔ اس نہر کی یہ صفات مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں۔[2]

معروف تابعی امام مجاہد کی تفسیر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر [کی نہر] عطا ہوئی ہے۔ اس پر رکھے برتن ستاروں کی طرح ان گنت ہیں۔[3]

تسنیم: جنت کے ایک چشمے کا نام جس سے مقربین بارگاہ حق سیراب ہوں گے۔

وَمِزَاجُهُۥ مِن تَسۡنِيمٍ۔ عَيۡنًا يَشۡرَبُ بِهَا ٱلۡمُقَرَّبُونَ [مطففین:27،28]

2. **طائر سدرہ آشناہوں میں** عقل ودل[بانگ:41]

سدرۃ المنتھیٰ: عالم بالا میں ایک بیری کا درخت۔ سدرہ کوئی ایسی حقیقت ہے جو محسوس اور نا محسوس عالموں میں بطور قدر مشترک کے ہے[4]۔ وَلَقَدۡ رَءَاهُ نَزۡلَةً أُخۡرَىٰ عِندَ سِدۡرَةِ ٱلۡمُنتَهَىٰ النجم:13،14

سدرہ المنتھی کی تفسیر میں روایت مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے [شب معراج کو] سدرہ المنتھی تک لے جایا گیا تو میں نے اس کے پاس ایک بہت عالی شان نور دیکھا۔ اور اس درخت کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ اور اس کے پھل مقام ھجر کے مٹکوں کی طرح تھے۔[5]

3. **تری نظر کا نگہباں ہو صاحب "مازاغ"** 95[ضرب:547]

مازاغ سے علامہ نے سورہ النجم کی اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے۔ اور صاحب مازاغ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی مراد ہے۔

مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ ءَايَـٰتِ رَبِّهِ ٱلْكُبْرَىٰٓ النجم:17

جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ واقعہ معراج جسم اور روح کے ساتھ بحالت بیداری پیش آیا[6]۔ راجح تاریخ 27رجب 11 نبوی ہے[7]۔

4. **یہ حکم تھا کہ گلشن کن کی بہار دیکھ** شمع[بانگ:45]

جس نے اس کا نام رکھا تھا جہان کاف و نوں ابلیس کی مجلس شوری [ارمغان:647]

کہ آرہی ہے دمادم صدائے "کن فیکوں "19 [بال:320]

اے خدائے کن فکاں! مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر تقدیر[ضرب:508]

گلشن کن اور جہان کاف و نون وغیرہ سے اشارہ اللہ تعالی کے امر کی طرف ہے جس سے پوری کائنات کو وجود ملا۔

کل آٹھ 8 مرتبہ لفظ "کن فیکون"

بقرۃ:177، آل عمران:47، آل عمران:59، انعام:73، نحل:40،

مریم:35، یٰس:42، غافر/مومن:68

5. **نور مسجود ملک گرم تماشا ہی رہا** [8]آفتاب صبح[بانگ:49]

تھا جو مسجود ملائک یہ وہی آدم ہے جواب شکوہ[بانگ:199]

مسجود ساکنان فلک کا مآل دیکھ شمع [بانگ:46]

مسجود ملک کا لفظی معنی ہے: جسے فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مراد انسان ہے۔ علامہ انسان کو مسجود ملک کے لفظ سے بیان کر کے اس کے مقام بلند کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ مسجود ملائک ہونے کا بیان قرآن پاک میں کل سات جگہ ہے۔

لفظ" قُلْنَا لِلْمَلَـٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا۟ لِءَادَمَ فَسَجَدُوٓا۟ إِلَّآ إِبْلِيسَ" کل 5 مرتبہ آیا ہے[9]۔

بقرۃ:34، اعراف:11، اسراء:61، کھف:50، طٰہ:116

لفظ"فسجد الملئکۃ کلھم اجمعون الا ابلیس"کل 2 مرتبہ

حجر:30، ص:73

6. **پاک رکھ اپنی زباں، تلمیذ رحمانی ہے تو** کی لوح تربت[بانگ:53]

تلمیذ رحمانی سے مراد یہ ہے کہ انسان کو علم اللہ تعالی نے عطا کیا ہے۔ اللہ تعالی کی طرف انسان کی نسبت کر کے علامہ انسان کے عظیم مرتبے کو بیان فرماتے ہیں۔ سورہ رحمٰن میں ارشاد ہے کہ خدا تعالی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے قوت بیان عطا کی۔

ٱلرَّحۡمَـٰنُ عَلَّمَ ٱلۡقُرۡءَانَ خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ عَلَّمَهُ ٱلۡبَيَانَ سورہ رحمٰن:1-4

7. **وہ ہے نور مطلق کی آنکھوں کا تارا** عشق اور موت[بانگ:58]

نور مطلق سے علامہ کی مراد اللہ تعالی کی ذات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی ہی تمام نور کا خالق ہے۔ اور النور اللہ تعالی کے اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے۔

ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِۚ مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشۡكَوٰةٖ فِيهَا مِصۡبَاحٌۖ ٱلۡمِصۡبَاحُ فِي زُجَاجَةٍۖ ٱلزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوۡكَبٞ دُرِّيّٞ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٖ مُّبَـٰرَكَةٖ زَيۡتُونَةٖ لَّا شَرۡقِيَّةٖ وَلَا غَرۡبِيَّةٖ يَكَادُ زَيۡتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٞۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٖۚ يَهۡدِي ٱللَّهُ لِنُورِهِۦ مَن يَشَآءُۚ النور :35

8. **بھلایا قصہ پیمان اولیں میں نے** **سرگزشت آدم[بانگ:81]**

پیمان اولیں سے مراد عہد الست ہے[10]۔ پیمان اولیں کو بھلا دینے سے علامہ کی مراد انسانوں کا شرک میں مبتلا ہونا ہے۔

وَإِذۡ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِيٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَأَشۡهَدَهُمۡ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمۡ أَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡۖ قَالُواْ بَلَىٰ شَهِدۡنَآۚ أَن تَقُولُواْ يَوۡمَ ٱلۡقِيَـٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنۡ هَـٰذَا غَـٰفِلِينَ اعراف:172

9. **بہانہ بے عملی کا بنی شراب الست[11]** شکست[ضرب:500]

أَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡۖ اعراف:172

واضح تشریح یہ ہے کہ اس شعر میں عہد الست کے ذکر والی حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں تقدیر کا بھی ذکر ہے۔ علامہ اشارہ اس بات کی طرف کرنا چاہ رہے ہیں کہ نکمے لوگ شروع سے اسلام کے بنیادی عقیدہ [عقیدہ تقدیر الٰہی] کو اپنی بے عملی اور کم ہمتی کا بہانہ بناتے رہے ہیں۔

موطا امام مالک میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پیٹھ سے ان کی تمام اولاد کو نکالا۔ پھر ان میں سے کچھ کے بارے میں فرمادیا کہ یہ جہنمی ہیں۔ اور دوسروں کے بارے میں بتادیا کہ یہ جنتی ہیں[12]۔

10. **ارنی میں بھی کہہ رہا ہوں لیکن** 36[بال:335]

التجائے ارنی سرخی افسانہ دل [بانگ:61]

ارنی سے اشارہ موسیٰ علیہ السلام کے واقعے کی طرف ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کے داہنی طرف ایک آگ دکھائی دی۔ پھر وہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے زیارت کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالتا ہوں۔ اگر پہاڑ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ پہاڑ اللہ کی تجلی کی ہیبت سے ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔

علامہ اس واقعے کے مختلف اجزا کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ مقصود ان کا اللہ تعالیٰ کے عشق اور اس کے دیدار کے شوق کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوسَىٰ لِمِيقَـٰتِنَا وَكَلَّمَهُۥ رَبُّهُۥ قَالَ رَبِّ أَرِنِىٓ أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَىٰنِى وَلَـٰكِنِ ٱنظُرْ إِلَى ٱلْجَبَلِ فَإِنِ ٱسْتَقَرَّ مَكَانَهُۥ فَسَوْفَ تَرَىٰنِى ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُۥ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُۥ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ أَفَاقَ قَالَ سُبْحَـٰنَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُؤْمِنِينَ اعراف:143

اس آیت کے مختلف الفاظ کی طرف علامہ میں اپنے کلام میں اشارہ کیا ہے۔ مقصود ان کا اس قصے کے کسے پہلو کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔

11. **کہتا نہیں حرف لن ترانی** خاقانی[ضرب:582]

وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں 59[بانگ:105]

صدائے لن ترانی سن کے اے اقبال میں چپ ہوں 90[بانگ:138]

گیا دور حدیث لن ترانی 114[بال:381]

سزاوار حدیث لن ترانی تصویر ومصور[ارمغان:660]

اس کی تشریح "ارنی" کے ضمن میں گزر چکی۔

12. **تیرے در وبام پر وادی ایمن کا نور** مسجد قرطبہ [بال:388]

وہ نگاہیں ناامید نور ایمن ہو گئیں شمع اور شاعر[بانگ:188]

برق ایمن مرے سینے پہ پڑی روتی ہے رات اور شاعر [بانگ:173]

یہ وادی ایمن نہیں شایان تجلی یورپ اور یہود[ضرب:602]

شرارے وادی ایمن کے تو بوتا تو ہے لیکن تضمین بر شعر صائب [بانگ:244]

وادی ایمن بھی قرآن پاک کی تعبیر ہے۔ اس کا معنی ہے بابرکت وادی یا وادی کی دائیں جانب۔ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کے جس مقام پر نور دکھائی دیا تھا، وہ وادی ایمن ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن میں اللہ کا کلام سنائی دینے کا ذکر قرآن پاک میں دو جگہ ہے۔

(۱)وَنَـٰدَيْنَـٰهُ مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ ٱلْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَـٰهُ نَجِيًّا مریم:52
(۲)فَلَمَّآ أَتَىٰهَا نُودِيَ مِن شَـٰطِيِٕ ٱلْوَادِ ٱلْأَيْمَنِ فِي ٱلْبُقْعَةِ ٱلْمُبَـٰرَكَةِ مِنَ ٱلشَّجَرَةِ أَن يَـٰمُوسَىٰٓ إِنِّيٓ أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَـٰلَمِينَ القصص:30

13. **عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد** 66[بال:362]

علامہ اس سے موسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ وہ اپنا عصا پھینکتے تھے تو وہ اللہ کے حکم سے اژدہا بن جاتا تھا۔ جب دوبارہ اسے چھوتے تھے تو دوبارہ لاٹھی بن جاتی تھی۔

علامہ عصا کو طاقت کے استعارے کے طور پر اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں یہ واقعہ متعدد مقامات پر مذکور ہے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَـٰمُوسَىٰ ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا۟ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَـَٔارِبُ أُخْرَىٰ ۝ قَالَ أَلْقِهَا يَـٰمُوسَىٰ ۝ فَأَلْقَىٰهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۖ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا ٱلْأُولَىٰ طه:17-21

14. **ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں** 58[بانگ:104]

بے ید بیضا ہے پیران حرم کی آستیں ابلیس کی مجلس شوریٰ [ارمغان:654]

چھپایا نور ازل زیر آستیں میں نے سرگزشت آدم [بانگ:82]

"نور ازل زیر آستین" اور "ید بیضا" سے اشارہ موسیٰ علیہ السلام کے ایک معجزے کی طرف ہے۔ وہ اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دبا کر باہر نکالتے تھے تو وہ چمکنے لگتا تھا۔ علامہ ید بیضا کو اللہ کی نشانی کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں کل 5 جگہ ید بیضاء کا ذکر ہے[13]

وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنَّـٰظِرِينَ اعراف:108
وَٱضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ ءَايَةً أُخْرَىٰ طه:22
وَنَزَعَ يَدَهُۥ فَإِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنَّـٰظِرِينَ الشعراء:33
وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ ۖ فِي تِسْعِ ءَايَـٰتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِۦٓ النمل:12
ٱسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ القصص:32

15. **میرے لیے تجلی طور ہے تو** 122[بال:394]

تو کہاں ہے اے کلیم ذروۂ سینائے علم نالۂ فراق [بانگ:78]

ایک جلوہ تھا کلیم طور سینا کے لیے ہمالہ[بانگ:21]

میری صورت تو بھی اک برگ ریاض طور ہے گل رنگیں [بانگ:24]

جلوہ طور میں جیسے ید بیضائے کلیم حسن و عشق[بانگ:116]

لن ترانی کہہ رہے ہیں یا وہاں کے طور بھی خفتگان خاک سے استفسار [بانگ:40]

چھوٹا سا طور تو یہ ذرا سا کلیم ہے شمع و پروانہ [بانگ:41]

زیب درخت طور مرا آشیانہ تھا ایضاً [بانگ:45]

کچھ اور آج کل کے کلیموں کا طور ہے درد عشق [بانگ:51]

نغمہ زن ہے طور معنی پر کلیم نکتہ بیں تضمین بر شعر ابو طالب کلیم [بانگ:221]

ایک دن اقبال نے پوچھا کلیم طور سے کفر و اسلام [بانگ:240]

اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف 32[بال:332]

گرما کے مثل صاعقہ طور ہو گیا محاصرہ ادرنہ [بانگ:217،216]

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی شاعر [ضرب:589]

معجزہ اہل ذکر موسی و فرعون و طور 51[ضرب:513]

کبھی میں ذوق تکلم میں طور پر پہنچا سر گزشت آدم [بانگ:82]

علامہ اپنے کلام میں طور کا ذکر دیگر تلمیحات کی نسبت بہت کثرت سے کرتے ہیں۔ طور علامہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس ذات عالی کے نور ازلی اور جمال مطلق کی دید کی تڑپ کا استعارہ ہے۔ علامہ اقبال اپنے پسندیدہ موضوع عشق حقیقی کو بیان کرنے کے لیے کوہ طور اور موسی علیہ السلام کے واقعے کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں لفظ طور کل 10 مرتبہ آیا ہے[14]۔ 8 مرتبہ معرف باللام اور دو مرتبہ بغیر لام کے۔

قرآن پاک میں "الطور" کل 8 مرتبہ مذکور ہے۔

بقرۃ:63، بقرۃ:93، نساء:154، مریم:52 طہ:80 القصص:29 القصص:46 طور:1

اور لفظ "طور" قرآن پاک میں کل 2 مرتبہ مذکور ہے: المومنون:20، التین:2

16. **میں قتیل شیوہ آزری، تو اسیر جادوئے سامری** میں اور تو [بانگ:252]

توڑ دیتا ہے کوئی موسی طلسم سامری خضر راہ [بانگ:261]

میں ہوں نومید ترے ساقیان سامری فن سے مصلحین مشرق [ضرب:533]

سامری موسی علیہ السلام کے زمانے کا ایک شخص تھا جو جادو گر تھا۔ اس نے اپنے جادو اور شعبدوں سے ایک بچھڑا تیار کیا جس سے آواز نکلتی تھی۔ وہ بچھڑا بہت سے اہل ایمان کی گمراہی کا سبب بنا۔

سامری کو علامہ اقبال جھوٹے اور باطل پرست طبقے کے لیے استعمال کرتے ہیں جو اپنے غلط نظریات کو لفظی شعبدہ بازی سے برحق اور خیر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ ٱلسَّامِرِيُّ طه:85

17. **کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا** سرگزشت آدم[بانگ:82]

اس سے اشارہ عیسائیوں کے ہاں معروف واقعے کی طرف ہے کہ یہودیوں نے عیسی علیہ السلام کو [معاذ اللہ] سولی پر لٹکا دیا تھا۔ قرآن پاک نے اس واقعے کی تردید کی ہے۔ قرآن پاک نے فرمایا ہے کہ یہودیوں نے اس عمل کی کوشش تو کی تھی مگر اللہ تعالی نے عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا اور یہودی شبے میں پڑ گئے۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا ٱلْمَسِيحَ عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ ٱللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَـٰكِن شُبِّهَ النساء:157

18. **دیا جہاں کو کبھی جام آخریں میں نے** سرگزشت آدم[بانگ:82]

اس شعر میں اشارہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہے جو خاتم النبیین ہیں اور وہ خدا کا آخری دین لے کر آئے۔ آخری دین کو علامہ نے جام آخریں سے تعبیر کیا ہے۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَـٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ الاحزاب:40

19. **دیکھنے والے یہاں بھی دیکھ لیتے ہیں تجھے** **پھر یہ وعدہ حشر کا صبر آزما کیوں کر ہوا**

20. 54[بانگ: 100]

حشر کا وعدہ سے علامہ کا شارہ اس آیت کی طرف ہے جس میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن بہت سے خوش نصیب لوگ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ القیامۃ:22،23

21. **بار جو مجھ [بزم قدرت] سے نہ اٹھا وہ اٹھایا تو نے** ایضاً[بانگ:55]

اس شعر میں علامہ قرآن پاک کی آیت کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔ ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نے احکام الہی کا مکلف بننے کی ذمہ داری زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے انکار کر دیا اور ڈر گئے۔ پھر اللہ تعالی نے یہ ذمہ داری انسان کے سامنے رکھی تو وہ یہ بوجھ اٹھانے پر رضامند ہو گیا۔

إِنَّا عَرَضْنَا ٱلْأَمَانَةَ عَلَى ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱلْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا ٱلْإِنسَـٰنُ إِنَّهُۥ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا الاحزاب:72

22. **ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں جاہل ہوں میں** 61[بانگ:106] ظالم اور جاہل کا لفظ قرآن پاک میں انسان کے لیے آیا ہے۔ اس شعر میں علامہ اسی آیت کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔

إِنَّا عَرَضْنَا ٱلْأَمَانَةَ عَلَى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَٱلْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا ٱلْإِنسَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا الاحزاب:72

23. **نہ کھینچ نقشہ کیفیت شراب طہور** عشرت امروز[بانگ:125]

شراب طہور اہل جنت کو پیش کی جانے والی شراب کا نام ہے۔

عَٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوٓا۟ أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَىٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا الانسان/الدھر: 21

24. **بیان حور نہ کر ذکر سلسبیل نہ کر** عشرت امروز[بانگ:125]

قرآن پاک میں لفظ حور کل چار مرتبہ آیا ہے۔[15]

كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ الدخان:54

مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ الطور: 20

حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِى ٱلْخِيَامِ الرحمٰن:72

وَحُورٌ عِينٌ الواقعة: 22

سلسبیل جنت کا ایک چشمہ ہے۔

عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا الدھر: 18

25. **خنک ایسا کہ جس سے شرما کر کرہ زمہریر ہو روپوش** سیر فلک[بانگ:175]

زمہریر کی تعبیر قرآن پاک میں آئی ہے۔اس کا مطلب ہوتا ہے سخت سردی۔

مُّتَّكِـِٔينَ فِيهَا عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ ۖ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا الدھر:13

26. **رفعتِ شانِ "رَفَعنا لکَ ذِکرَکَ" دیکھے جواب شکوہ[بانگ:207]**

اس شعر میں قرآنی آیت کی تضمین ہے۔اس آیت کا مطلب ہے: ہم نے آپ کے ذکر کو بلندی عطا کی۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ سورة الشرح: 4

27. **ہے "الم" کا سورہ بھی جزو کتاب زندگی** فلسفہ غم [بانگ:155]

اس شعر میں علامہ اقبال نے توریہ سے کام لیا ہے۔ایک لفظ کو دو معنی میں استعمال کیا ہے۔ الم اردو میں درد کو کہتے ہیں۔ علامہ کہنا چاہتے ہیں کہ دکھ درد زندگی کا حصہ ہیں۔ مگر ساتھ ہی کتاب اور سورہ کا لفظ لا کر قرآن پاک میں سورہ بقرہ کی آیت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جس میں کتاب کا لفظ بھی آتا ہے۔ نیز سورہ فیل کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے جو "الم" سے شروع ہوتی ہے۔

الٓمٓ ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ البقرہ:2،1

الم بطور حرف مقطع کل 6 مرتبہ مذکور ہے[16]: البقرہ، آل عمران، عنکبوت، روم، لقمان، السجدۃ

28. **آبتاؤں تجھ کو رمز آیہ "اِنّ الملوک"** خضر راہ [بانگ:260]

اس شعر میں علامہ سورہ نمل کی ایک آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ ملکہ بلقیس کے تذکرے کے ضمن میں اللہ تعالی نے بیان کیا کہ ملکہ بلقیس نے اپنے درباریوں کو کہا: کہ بادشاہ جب کسی بستی میں فاتح بن کر داخل ہوتے ہیں تو وہ مفتوحین کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کرتے ہیں۔ گویا اس آیت میں بادشاہوں کی عادت اور سرشت کا بیان ہے۔ اسی سرشت کو بیان کرنے کے لیے علامہ آیت کا حوالہ دیتے ہیں۔

قَالَتۡ إِنَّ ٱلۡمُلُوكَ إِذَا دَخَلُواْ قَرۡيَةً أَفۡسَدُوهَا وَجَعَلُوٓاْ أَعِزَّةَ أَهۡلِهَآ أَذِلَّةٗۚ وَكَذَٰلِكَ يَفۡعَلُونَ النمل:34

29. **ہر زماں پیش نظر "لا يخلف الميعاد" دار** خضر راہ [بانگ:266]

اے مسلماں ہر گھڑی پیش نظر آیہ "لايخلف الميعاد" رکھ 171 [بانگ:282]

"اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔" یہ بات قرآن پاک میں چار جگہ مذکور ہے۔

رَبَّنَآ إِنَّكَ جَامِعُ ٱلنَّاسِ لِيَوۡمٖ لَّا رَيۡبَ فِيهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُخۡلِفُ ٱلۡمِيعَادَ آل عمران:9
إِنَّكَ لَا تُخۡلِفُ ٱلۡمِيعَادَ آل عمران:194
إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُخۡلِفُ ٱلۡمِيعَادَ رعد:31 وَعۡدَ ٱللَّهِ لَا يُخۡلِفُ ٱللَّهُ ٱلۡمِيعَادَ زمر:20

30. **"اِنّ وعد اللہ حقّ" یاد رکھ** 171 [بانگ:282]

قرآن پاک میں "وعد اللہ حقّ" کل دس مرتبہ [17]

"اِنّ وعد اللہ حقّ" قرآن پاک میں کل آٹھ مرتبہ مذکور ہے۔

یونس:55، الروم:60، لقمان:33، فاطر:5، غافر:55، غافر:77، الجاثیۃ:32، الاحقاف:17،

"اَنّ وعد اللہ حقّ" قرآن پاک میں کل دو مرتبہ مذکور ہے: الکھف:21، القصص:13

31. **ٹل نہیں سکتا "وقد كنتم به تستعجلون"** 194: [بانگ:289]

اس شعر میں علامہ قوانین فطرت کے اٹل ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس کے لیے وہ ایک آیت قرآنی کا سہارا لیتے ہیں جس کا مطلب اور پس منظر یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جب عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگیں تو ایمان اور توبہ قبول نہیں ہوتے۔ یہ اللہ تعالی کا ضابطہ ہے۔

ءَآلۡـَٰٔنَ وَقَدۡ كُنتُم بِهِۦ تَسۡتَعۡجِلُونَ سورة يونس:51

32. **کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ينسلون**

194 [بانگ:289]

قَالُواْ يَٰذَا ٱلۡقَرۡنَيۡنِ إِنَّ يَأۡجُوجَ وَمَأۡجُوجَ مُفۡسِدُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ كهف: 94
حَتَّىٰٓ إِذَا فُتِحَتۡ يَأۡجُوجُ وَمَأۡجُوجُ وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٖ يَنسِلُونَ الانبياء: 96

33. حکم حق ہے "لیس للانسان الا ما سعی" 198[بانگ:291]

اس شعر میں علامہ نے سورۃ النجم کی آیت 39 کی تضمین کی ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو صرف اس کے عمل کا ہی اجر ملے گا۔

34. یہ سبھی سورہ والشمس کی تفسیریں ہیں انسان اور بزم قدرت [بانگ:54]

سورہ والشمس قرآن پاک کی سورت نمبر: 91 ہے۔

35. علم ہے ابن الکتاب، عشق ہے ام الکتاب علم و عشق [ضرب:483]

ام الکتاب کی تعبیر قرآن پاک میں کل تین 3 مرتبہ آئی ہے[18]۔ اس سے مراد کہیں قرآن کی اصل بنیاد ہے، اور کہیں لوح محفوظ ہے۔ علامہ ام الکتاب سے تقدیر شکن قوت مراد لیتے ہیں۔ اور ابن الکتاب سے تقدیر کا زندانی مراد لیتے ہیں۔

هُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ مِنۡهُ ءَايَٰتٞ مُّحۡكَمَٰتٌ هُنَّ أُمُّ ٱلۡكِتَٰبِ وَأُخَرُ مُتَشَٰبِهَٰتٞۖ آل عمران:7

يَمۡحُواْ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثۡبِتُۖ وَعِندَهُۥٓ أُمُّ ٱلۡكِتَٰبِ رعد:39 وَإِنَّهُۥ فِيٓ أُمِّ ٱلۡكِتَٰبِ لَدَيۡنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ الزخرف:4

36. جس نے منعم کو بنایا مال و دولت کا امیں[19]

37. ابلیس کی مجلس شوری [ارمغان:655]

علامہ اس شعر میں اسلام کے مزاج کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ تمام مخلوقات اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں اور وہی ان کا حقیقی اور اکیلا مالک ہے۔ البتہ اس ذات عالی نے اس دنیا میں عارضی طور پر انسانوں کی مجازی ملکیت میں بہت سی چیزیں دے رکھی ہیں جن سے نفع حاصل کرنے کی لوگوں کو اجازت ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالی نے لوگوں پر زکات فرض کی کہ وہ اپنے مال میں سے [جو انہیں اللہ نے عطا کیا] کچھ حصہ ضرورت مندوں اور ناداروں کو دیں۔ اب جو اچھے اور فرماں بردار مسلمان ہیں وہ اپنے اموال میں سے زکوت اور دیگر صدقات واجبہ کی مقدار کو اپنا مال ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مال دے کر اللہ نے ہم پر ایک ذمہ داری عائد کی ہے کہ ہم اس کو اس کے مستحقین تک پہنچائیں۔ وہ بقدر زکات مال کے بارے میں کود کو ایک کارندہ سمجھتے ہیں جو کسی بادشاہ کے احکامات کے مطابق عطایا لوگوں تک پہنچاتا ہے۔

یہ شعر علامہ اقبال نے سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں اسلام کا عظیم معاشی نظام بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ یہ شعر علامہ کی فکر بلند کا شاہکار ہے۔

وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ الذاريات :١٩

امام رازی مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مومنین مال حاصل کرنے کے بعد اسے مستحقین کے حقوق کا برتن سمجھتے ہیں[20]۔[یعنی جس طرح اصل مقصوف برتن میں موجود مشروب ہوتا ہے اور برتن صرف اس مشروب کو محفوظ کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے؛ بالکل اسی طرح مومنین اپنی ضروریات کو بعد میں رکھتے ہیں اور غریبوں کے حقوق جو خدا نے ان پر مقرر کیے ہیں ان کو ادا کرنے کی فکر پہلے کرتے ہیں۔]

امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ مومنین اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے خود پر واجب سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی ہمدردی میں ان پر اپنے مال کا ایک حصہ خرچ کریں[21]۔

امام سیوطی ابن ابی شیبہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مومنین اپنے اموال میں زکات کے علاوہ بھی غریبوں کا ایک حصہ رکھتے ہیں[22]۔

38. **پادشاہوں کی نہیں اللہ کی ہے یہ زمیں**

39. **ابلیس کی مجلس شوریٰ [ارمغان:655]**

اس شعر میں بھی علامہ اقبال سرمایہ دارانہ نظام کی تردید کرتے ہوئے اسلام کے نظریے کو بیان کر رہے ہیں۔

قرآن پاک میں "ارض اللہ "کل چار مرتبہ آیا ہے[23]۔

أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُواْ فِيهَاۚ النساء:97

هَٰذِهِۦ نَاقَةُ ٱللَّهِ لَكُمْ ءَايَةًۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِيٓ أَرْضِ ٱللَّهِۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ الاعراف:73

وَيَٰقَوْمِ هَٰذِهِۦ نَاقَةُ ٱللَّهِ لَكُمْ ءَايَةًۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِيٓ أَرْضِ ٱللَّهِۖ هود:64 وَأَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةٌۗ زمر:10

اس کے علاوہ دو مزید جگہ پر بھی "زمین کا مالک حقیقی اللہ ہے" کا مضمون بیان ہوا ہے۔

قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ ٱسْتَعِينُواْ بِٱللَّهِ وَٱصْبِرُوٓاْۖ إِنَّ ٱلْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦۖ وَٱلْعَٰقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَاعراف:128

إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ ٱلْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ مريم:40

40. **جو حرفِ "قل العفو" میں پوشیدہ ہے اب تک** اشتراکیت [ضرب:598]

علامہ قرآنی آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ تم اپنی ضرورت سے زائد چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ علامہ اس آیت کی طرف اشارہ کر کے سرمایہ دارانہ نظام کے فلسفے کا رد کر رہے ہیں جو امیروں کو اپنی دولت بڑھاتے رہنے کا جنون دیتا ہے اور غریبوں کا کوئی احساس نہیں رکھتا۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَۖ قُلِ ٱلْعَفْوَۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْأَيَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ بقرة:219

41. **عارف و عامی تمام بندۂ لات و منات** عالم برزخ [ارمغان:664]

زمیں سے تا بہ ثریّا تمام لات و منات [ارمغان:668]

اگرچہ پیر ہے آدم جواں ہیں لات و منات نماز[ضرب:499]

عصر رفتہ کے وہی ٹوٹے ہوئے لات و منات مخلوقات ہنر[ضرب:579]

دوبارہ زندہ نہ کر کاروبار لات و منات تیاتر[ضرب:568]

وہی حرم ہے، وہی اعتبار لات و منات محراب گل افغان کے افکار[ضرب:639]

کہ توڑ ڈال کلیساؤں کے لات و منات بلشویک روس[ضرب:603]

علامہ اقبال لات و منات کو شرک کے استعارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ لات و منات زمانہ جاہلیت میں عربوں کے دو بت تھے۔

أَفَرَءَيۡتُمُ ٱللَّـٰتَ وَٱلۡعُزَّىٰ 19 وَمَنَوٰةَ ٱلثَّالِثَةَ ٱلۡأُخۡرَىٰٓ النجم:19،20

42. **اس کے حق میں تقنطوا بہتر ہے یا "لاتقنطوا"** جبریل و ابلیس[بال:436]

لَا تَقۡنَطُواْ مِن رَّحۡمَةِ ٱللَّهِۚ زمر:53

ترجمہ ہے: تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

43. **وہ بجلی کہ تھی نعرہ نعرہ "لا تَذَر" میں** طارق کی دعا[بال:397]

اس شعر میں سورہ نوح کی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ نعرہ لا تذر سے علامہ اقبال کفر و شرک کو مٹا دینے کی شدید خواہش مراد لیتے ہیں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے نبی نوح علیہ السلام نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ اس زمیں پر ایک کافر بھی چلتا پھرتا نہ چھوڑ۔

وَقَالَ نُوحٞ رَّبِّ لَا تَذَرۡ عَلَى ٱلۡأَرۡضِ مِنَ ٱلۡكَٰفِرِينَ دَيَّارًا نوح:26

44. **شریک زمرہ "لا یحزنون" کر**[24] 107[بال:379]

علامہ اس شعر میں اللہ تعالی سے دعا فرما رہے ہیں کہ انہیں خاص بندوں میں شامل کیا جائے جن کے بارے میں قرآن پاک میں متعدد جگہ ارشاد ہے کہ آخرت میں نہ انہیں کوئی غم ہو گا ور نہ ہی کوئی خوف۔

أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ یونس :62

قرآن پاک میں اللہ کے نیک بندوں کے بارے میں ''ولا هم يحزنون'' کل 13 مرتبہ مذکور ہے

بقرۃ:38، بقرۃ:62، بقرۃ:112، بقرۃ:262، بقرۃ:274، بقرۃ:277 آل عمران: 170،المائدۃ:69، انعام: 48، اعراف:38، یونس:62، زمر:61 احقاف:13

45. **عشق ہے ابن السبیل، اس کے ہزاروں مقام** مسجد قرطبہ [بال:387]

ابن السبیل سے مراد مسافر ہے۔ یہ قرآنی تعبیر ہے جو قرآن پاک میں کل 8 مرتبہ مذکور ہے۔

بقرة:177، بقرة:215، نساء: 36، انفال:41،

توبة:60، اسراء:26، روم:38، حشر:7

46. **حامل خلق عظیم، صاحب صدق ویقیں** مسجد قرطبہ [بال:390]

خلق عظیم بھی قرآنی اصطلاح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ ارشاد ہے کہ بے شک آپ بہتریں اخلاق کے حامل ہیں۔

علامہ اپنے شعر میں فرماتے ہیں کہ قرون اولی کے مسلمان جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی پیروکار تھے، وہ عظیم فاتح ہونے کے ساتھ عالی اخلاق والے تھے۔

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ القلم:4

47. **ازل سے اہل خرد کا مقام ہے اعراف** 76[بال:370]

اعراف جنت اور جہنم کے درمیان ایک بلند آڑ اور دیوار ہے جہاں ان لوگوں کو رکھا جائے گا جن کی نیکیاں اور برائیاں میزان میں برابر برابر ہوں گی۔ پھر آخر کار اللہ تعالی ان کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمادیں گے۔

علامہ اعراف سے اشارہ تذبذب (شک) اور بے یقینی کی طرف کر رہے ہیں۔ ان کی مراد یہ ہے کہ اہل عقل نہ تین میں ہیں اور نہ تیرہ میں۔ نہ ان کو غیاب کا پورا احساس ہے اور نہ ہی مکمل حضور حاصل ہے۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌۚ وَعَلَى ٱلْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّۢا بِسِيمَىٰهُمْۚ وَنَادَوْا۟ أَصْحَٰبَ ٱلْجَنَّةِ أَن سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَٰرُهُمْ تِلْقَآءَ أَصْحَٰبِ ٱلنَّارِ قَالُوا۟ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ الاعراف:47،45

a. **بتان شعوب وقبائل کو توڑ** **رسوم کہن کے سلاسل کو توڑ**

48. پنجاب کے دہقان سے [بال:444]

اس شعر میں علامہ قرآن پاک کی آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسانوں کے قبیلے اور ذاتیں اس لیے بنائی ہیں تا کہ ان کے درمیان تعارف میں آسانی ہو۔ ورنہ قبائل اور قوموں سے منسوب ہونا اللہ کے نزدیک افضل اور بہتر ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو اللہ تعالی سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔ اس آیت نے انسانی مساوات کا عظیم اصول انسانوں کو دیا ہے۔ انسانی شرافت کا معیار کسی انسان کی قوم، قبیلہ یا وطن نہیں ہے۔ بلکہ اصل معیار تقوی ہے۔

علامہ اقبال وطنیت اور قومی و لسانی تعصب کے سخت خلاف تھے اور اسے مسلمانوں کے لیے نہایت مضر سمجھتے تھے۔ ان تعصبات کا رد کرنے کے لیے علامہ مختلف مقامات پر قرآنی آیات اور واقعات سیرت کے حوالے دیتے ہیں۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَٰكُمۡ شُعُوبٗا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٞ حجرات:13

49. وہ جس کی شان میں آیا ہے "عَلَّمَ الاَسماء" ذکر و فکر[ضرب:485]

علامہ سورہ بقرہ کی آیت کی طرف اشارہ کر کے انسان کا بلند مقام واضح کرنا چاہ رہے ہیں۔

وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلۡأَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى ٱلۡمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِي بِأَسۡمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ قَالُواْ سُبۡحَٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَآۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَلِيمُ ٱلۡحَكِيمُ بقرة:31،32

50. "قُل ھُو اللہ اَحَد" کی شمشیر سے خالی ہیں نیام توحید[ضرب:487]

اس شعر میں علامہ نے سورہ اخلاص [سورت نمبر:112] کی ایک پوری آیت کو بطور تضمین اپنے شعر میں سمو دیا ہے۔ اس شعر سے علامہ کی مراد یہ ہے کہ لوگ توحید سے بے بہرہ ہیں۔

51. ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزم حق و باطل ہے تو فولاد ہے مومن

مومن[ضرب:507]

نرم دل گفتگو گرم دم جستجو مسجد قرطبہ[بال:389]

مصاف زندگی میں سیرت فولاد پیدا کر شبستان محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

طلوع اسلام[بانگ:273]

اگر ہو جنگ تو شیران غاب سے بڑھ کر اگر ہو صلح تو رعنا غزال تاتاری

محراب گل افغان[ضرب:633]

مذکورہ چاروں اشعار میں علامہ سورہ فتح کی آیت ۲۹ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ آپس میں بہت نرم اور رحم دل ہیں اور کافروں کے مقابلے میں بہت سخت اور بہادر ہیں۔ علامہ کے نزدیک مومنین مخلصین کی بھی یہی صفت ہوتی ہے۔ اچھا مومن زندگی کی جہد میں بہت سخت جان اور عزم فولادی کا حامل ہوتا ہے مگر اپنے معاشرے اور گھر میں وہ ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوتا ہے۔

مُّحَمَّدٞ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلۡكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡۖ الفتح:29

52. حرف استکبار تیرے سامنے ممکن نہ تھا تقدیر[ضرب:509]

کب کھلا تجھ پر یہ راز، انکار سے پہلے کہ بعد تقدیر[ضرب:509]

اسے صبح ازل انکار کہ جرات ہوئی کیونکر[25] 2[بال:298]

اس شعر میں اشارہ اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کی تخلیق کے بعد فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس [جو فرشتوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے انہیں میں شمار ہوتا تھا] نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور تکبر کیا۔ اس کے نتیجے میں ملعون ومردود ٹھہرا۔ وَإِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ ٱسۡجُدُواْ لِأٓدَمَ فَسَجَدُوٓاْ إِلَّآ إِبۡلِيسَ أَبَىٰ وَٱسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلۡكَٰفِرِينَ بقرة:34

فَسَجَدَ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ أَجۡمَعُونَ إِلَّآ إِبۡلِيسَ أَبَىٰٓ أَن يَكُونَ مَعَ ٱلسَّٰجِدِينَ الحجر: 30،31

وَإِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلَٰٓئِكَةِ ٱسۡجُدُواْ لِأٓدَمَ فَسَجَدُوٓاْ إِلَّآ إِبۡلِيسَ أَبَىٰ طٰهٰ:116

53. **حرفِ "لا تدعُ مع الله الها آخر"** لاہور و کراچی[ضرب:518]

اس شعر میں ایک آیت قرآنیہ کے جز کی تضمین ہے۔

فَلَا تَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ فَتَكُونَ مِنَ ٱلۡمُعَذَّبِينَ الشعراء: 213

54. **طلسم ظلمت شب سورہ والنور سے توڑا** پیام صبح[بانگ:56]

اس شعر میں سورت نمبر:24 کا ذکر کیا۔ والنور ضرورت شعري کي بنا پر کہا۔

55. **وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰس، وہی طٰہٰ** 17[بال:317]

اس شعر میں دو سورتوں کے نام ہیں۔

56. **آہنگ میں یکتا صفت سورہ رحمن** مرد مسلمان[ضرب:522]

اس شعر میں سورت نمبر:55 کا ذکر ہے۔

57. **عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے** مدرسہ[ضرب:545]

ملک الموت قرآنی تعبیر ہے جس کا معنی ہے موت کا فرشتہ عزرائیل علیہ السلام۔ علامہ ملک الموت کو غیر معصوم قاتل محض کے معنی میں استعمال کر رہے ہیں۔

قُلۡ يَتَوَفَّىٰكُم مَّلَكُ ٱلۡمَوۡتِ ٱلَّذِي وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُونَ السجدة:11

58. **تو کرلیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا** طلوع اسلام[بانگ:271]

اس شعر میں روح الامیں قرآني اصطلاح ہے جس سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں جو وحی لانے پر مامور فرشتہ ہیں۔

وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلۡأَمِينُ الشعراء:193،192

حواشی

[1] علامہ اقبال، بانگ درا[کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلشرز لاہور، ط2005م، ص23

[2] أبو محمد بن عطية الأندلسي المحاربي ت542ه، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، دار الكتب العلمية– بيروت، ط 1422 ه، ج5، ص529

[3] أبو الحجاج مجاهد بن جبر التابعي ت104 ه، تفسير مجاهد، دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر، ط1989 م، ص756

[4] مناظر احسن گیلانی، النبي الخاتم، مكتبة البشري كراچي، ط2015م، ص51

[5] أبو الحجاج مجاهد بن جبر التابعي ت104 ه، تفسير مجاهد، دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر، ط1989 م، ص626

[6] اشرف علی تھانوی، تنوير السراج في ليلة المعراج، مكتبة البشري كراچي، ط2015م، ص51

[7] ادریس کاندھلوی، سیرت مصطفی، مکتبہ عمر فاروق کراچی، ط2013م، ج1، ص229-257

[8] علامہ اقبال، بانگ درا[کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلشرز لاہور، ط2005م، ص49

[9] محمد سعيد اللحام، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم، دار المعرفة بيروت لبنان، ط2015م، ص593

[10] غلام رسول مہر، مطالب کلام اقبال اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز لاہور، ط سن ندارد، ص136

[11] علامہ اقبال، ضرب کلیم[کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ط2005م، ص500

[12] مالک بن انس ت179ھ، الموطا، (رواية: أبي مصعب الزهري المدني ت242ھ)، مؤسسة الرسالة– بيروت ط1991م، ج2، ص69، حديث1873

[13] محمد سعيد اللحام، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم، دار المعرفة بيروت لبنان، ط2015م، ص311

[14] محمد سعيد اللحام، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم، دار المعرفة بيروت لبنان، ط2015م، ص655،656

[15] محمد سعيد اللحام، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم، دار المعرفة بيروت لبنان، ط2015م، ص462

[16] محمد سعيد اللحام، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم، دار المعرفة بيروت لبنان، ط2015م، ص213

[17] محمد سعيد اللحام، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم، دار المعرفة بيروت لبنان، ط2015م، ص955،954

[18] محمد سعيد اللحام، المعجم المفهرس لالفاظ القرآن الكريم، دار المعرفة بيروت لبنان، ط2015م، ص218

[19] علامہ اقبال، ارمغان حجاز[کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ط2005م، ص655

[20] فخر الدين الرازي ت606ھ، مفاتيح الغيب المعروف ب التفسير الكبير، دار إحياء التراث العربي بيروت، ط 1420ھ، ج28، ص170

[21] ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوي ت 685ھ، أنوار التنزیل وأسرار التأویل، دار إحیاء التراث العربي- بیروت، ط 1418ھ، ج5، ص147

[22] جلال الدین سیوطي ت 911ھ، الدر المنثور، دار الفکر بیروت، ط سن ندارد، ج7، ص616

[23] محمد سعید اللحام، المعجم المفھرس لالفاظ القرآن الکریم، دار المعرفۃ بیروت لبنان، ط2015م، ص90-101

[24] علامہ اقبال، بال جبریل [کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ط2005م، ص379

[25] علامہ اقبال، بال جبریل [کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ط2005م، ص298

مآخذ و مراجع

1. ابن عطیۃ، أبو محمد، الأندلسي المحاربي ت542ہ، المحرر الوجیز في تفسیر الکتاب العزیز، دار الکتب العلمیۃ- بیروت، ط1422ہ
2. ادریس کاندھلوی، سیرت مصطفیٰ، مکتبہ عمر فاروق کراچی، ط2013م
3. اشرف علی تھانوی، تنویر السراج فی لیلۃ المعراج، مکتبۃ البشري کراچي، ط2015م
4. جلال الدین سیوطي ت 911ھ، الدر المنثور، دار الفکر بیروت، ط سن ندارد،
5. علامہ اقبال، ارمغان حجاز [کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ط2005م
6. علامہ اقبال، بال جبریل [کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ط2005م
7. علامہ اقبال، بانگ درا [کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلشرز لاہور، ط2005م
8. علامہ اقبال، ضرب کلیم [کلیات اقبال اردو]، علم و عرفان پبلیشرز لاہور، ط2005م
9. غلام رسول مہر، مطالب کلام اقبال اردو، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز لاہور، ط سن ندارد
10. فخر الدین الرازي ت606ھ، مفاتیح الغیب المعروف ب التفسیر الکبیر، دار إحیاء التراث العربي بیروت، ط1420ھ، ج28، ص170
11. مالک بن انس ت179ھ، الموطا، (روایۃ: أبي مصعب الزھري المدني ت242ھ)، مؤسسۃ الرسالۃ- بیروت ط1991م
12. مجاھد بن جبر التابعي، أبو الحجاج، ت104ہ، تفسیر مجاھد، دار الفکر الإسلامي الحدیثۃ، مصر، ط1989م
13. محمد سعید اللحام، المعجم المفھرس لالفاظ القرآن الکریم، دار المعرفۃ بیروت لبنان، ط2015م
14. مناظر احسن گیلانی، النبی الخاتم، مکتبۃ البشري کراچي، ط2015م
15. ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوي ت 685ھ، أنوار التنزیل وأسرار التأویل، دار إحیاء التراث العربي- بیروت، ط 1418ھ، ج5، ص147